21 اگست 1962

ازعدالت عظمیٰ

دی پرونسل ٹرانسپورٹ سروس

بنام

اسٹیٹ انڑسٹریل کورٹ

(پی۔بی۔گجیندرگڈکراور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز۔)

صنعتی تنازعہ — ملازم کو برطرف کرنا — یہ معلوم کرنا کہ مسترد کرنے سے پہلے آجر کی طرف سے کوئی انکوائری نہیں کی گئی ہے — متضاد تلاش کرنا — اپیل کورٹ کے نتیجے کی تصدیق کرنا — ہائی کورٹ کے سامنے تحریری درخواست — ہائی کورٹ کی طرف سے مداخلت — سی پی اینڈ بیرار انڈسٹریل ڈسپیوٹس سیٹلمنٹ ایکٹ، 1947 (سی پی 1947 کا 23)، دفعہ 16۔

اپیل کنندہ نے کے کو عارضی موٹر ڈرائیور کے طور پر اس ایکسپریس شرط پر ملازمت دی کہ جب تک اس کی تصدیق نہیں ہو جاتی اس وقت تک اس کی خدمات بغیر کسی نوٹس یا معاوضے کے اور کوئی وجہ بتائے بغیر ختم کیے جانے کے ذمہ دار ہیں۔ کچھ عرصے بعد، اپیل کنندہ نے کے پر فرد جرم پیش کی اور انکوائری کرنے کے بعد اسے برخاست کر دیا۔ کے نے لیبر کمشنر کے سامنے دفعہ 16 سی پی اینڈ بیرار انڈسٹریل ڈسپیوٹس سیٹلمنٹ ایکٹ 1947 کے تحت ایک درخواست دی، جس میں بحالی کی درخواست کرتے ہوئے الزام لگایا گیا کہ برخاستگی غیر قانونی تھی کیونکہ اس سے پہلے انکوائری نہیں کی گئی تھی۔ لیبر کمشنر کو شک تھا کہ آیا اپیل گزار کی طرف سے کوئی تفتیش کی گئی تھی لیکن اس کے سامنے پیش کیے گئے شواہد کی بنیاد پر اس نے الزامات کو ثابت قرار دیا اور اسی کے مطابق درخواست کو مسترد کر دیا۔ اپیل پر، صنعتی عدالت نے فیصلہ دیا کہ لیبر کمشنر کے پاس انکوائری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور اس نے بیک اجرت کے ساتھ کے کی بحالی کا حکم دیا۔ اس کے بعد، اپیل کنندہ نے صنعتی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے ہائی کورٹ کے سامنے رٹ پٹیشن دائر کی لیکن ہائی کورٹ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا جس میں اپیل کنندہ نے دعوی کیا تھا کہ (i) ملازمت کی شرائط کے پیش نظر اپیل کنندہ انکوائری کیے بغیر K کو برخاست کر سکتا ہے، (ii) کہ لیبر کمشنر کو انکوائری کرنے کا دائرہ اختیار ہے اور (iii) کہ لیبر کمشنر کا یہ نتیجہ کہ اپیل کنندہ کی طرف سے کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی، غلط تھا اور ہائی کورٹ کو مداخلت کرنی چاہیے تھی۔

قرار دیا گیا کہ یہ نتیجہ کہ اپیل کنندہ کی طرف سے کے کو برخاست کرنے سے پہلے کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی، متضاد تھا

اور اپیل کنندہ صنعتی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دینے اور لیبر کمشنر کے حکم کو بحال کرنے والی رٹ کا حقدار تھا۔ اپیل کنندہ نے لیبر کمشنر کے سامنے انکوائری میں ریکارڈ کردہ ثبوت پیش کیے تھے جس میں خود کے کے دستخط شدہ بیان اور دو کنڈکٹرز کے بیانات شامل تھے۔ کے کی یہ وضاحت کہ اسے خالی کاغذ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا تھا ناقابل قبول تھی۔ لیبر کمشنر کا نتیجہ قانون کی واضح غلطی کے مترادف تھا، صنعتی عدالت نے یہ سوچ کر غلطی کی کہ وہ اس نتیجے کا پابند ہے اور اس کی طرف سے یہ غلطی ریکارڈ کے سامنے اتنی واضح تھی کہ ہائی کورٹ کے لیے غلطی کو درست کرنا مناسب اور معقول تھا۔

جمع کریں، ملازمت کی شرائط کے باوجود اپیل کنندہ انکوائری کیے بغیر K کو برخاست نہیں کر سکتا تھا اور یہ کہ اگر اپیل کنندہ انکوائری کرنے میں ناکام رہا تو بھی لیبر کمشنر کے پاس انکوائری کرنے کا اختیار ہے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی سول اپیل نمبر 504۔

1959 کی خصوصی سول درخواست نمبر 59 میں ناگپور میں بمبئی ہائی کورٹ کے 17 اکتوبر 1959 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزار کی طرف سے ہندوستان کے اٹارنی جنرل ایم سی سیتلواڈ، ای جے موہر، جے بی دادا چنجی، او سی ماتھر اور رویندر نارائن،

مدعا علیہ نمبر 3 کے لیے بی اے مسود کر، بشمبر لال اور گنپت رائے۔

.1962. 21 اگست۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

داس گپتا، جے۔۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل ناگپور میں بمبئی ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف ہے جس میں آرٹیکلز 226 کے تحت اس اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی درخواست کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ اور ریاستی صنعتی عدالت، ناگپور کی طرف سے اس کے ملازم کنڈکٹر تلسی رام بھوسلے کے اپیل کنندہ کی طرف سے برخاستگی کے معاملے میں دیے گئے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کی دفعہ 227۔ کنڈکٹر تلسی رام بھوسلے، جو ہمارے سامنے تیسرا مدعا علیہ ہے، اپیل کنندہ کی خدمت میں عارضی موٹر ڈرائیور کے طور پر ملازم تھا۔ انہیں 22 دسمبر 1954 کو مقرر کیا گیا تھا، اور تقرری کے خط میں یہ واضح طور پر ذکر کیا گیا تھا کہ جب تک تحریری حکم کے ذریعے ان کی تصدیق نہیں ہو جاتی اس وقت تک ان کی خدمات بغیر کسی نوٹس یا معاوضے کے اور کوئی وجہ بتائے بغیر کسی بھی وقت ختم کیے جانے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ تقرری کی تاریخ کے ایک سال بعد اس کے کیس کی تصدیق پر غور کیا جائے گا، بشرطیکہ ایک مناسب مستقل عہدہ خالی ہو اور اس کا کام تسلی بخش پایا جائے۔ 19 دسمبر کے حکم نامے کے مطابق۔ 1955 میں انہیں 20 دسمبر 1955 سے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

انتظامیہ کی طرف سے یہ قدم اٹھانے سے پہلے کنڈ لک کو ایک چارج شیٹ پیش کی گئی تھی کہ 14 نومبر کو جب وہ ڈرائیور کے طور پر بس کے انچارج تھے تو انہوں نے کنڈکٹر وینکٹی کو بغیر ٹکٹ کے پانچ مسافروں کو لے جانے کی اجازت دی اور ایک غیر مجاز ڈرائیور شیخ اکبر کو بھی بس چلانے کی اجازت دی۔ کنڈ لک کو 9 نومبر کو فرد جرم پیش کی گئی اور 19 نومبر کو اس نے وضاحت پیش کی۔ انتظامیہ کے مطابق اس کے بعد ڈپو منیجر کی طرف سے انکوائری کی گئی اور الزامات ثابت ہوئے۔ اس کے مطابق اسے برطرف کر دیا گیا۔ کنڈ لک، ملازم نے ایک درخواست درج کی۔ 16 سی پی اینڈ بیرار انڈسٹریل ڈسپیوٹس سیٹلمنٹ ایکٹ، 1947 کے تحت، لیبر کمشنر، مدھیہ پردیش، ناگپور کے سامنے، یہ الزام لگاتے ہوئے کہ ان کی برطرفی سے پہلے انکوائری نہیں کی گئی تھی، کہ انہیں غیر قانونی طور پر برخاست کیا گیا تھا اور بحالی کے لیے استدعا کی گئی تھی۔

اپیل گزار نے اپنے تحریری بیان میں استدعا کی کہ انکوائری مناسب طریقے سے کی گئی ہے اور برخاستگی کا حکم قانونی طور پر دیا گیا ہے۔ اسسٹنٹ لیبر کمشنر، جس کے پاس لیبر کمشنر کے اختیارات ہیں، اس پر زور دیتا ہے۔ دفعہ ,16 درخواست سے نمٹایا۔ ان کی رائے تھی کہ "اس بات پر شک کرنے کے لیے کافی بنیاد موجود ہیں کہ آیا واقعی غیر درخواست گزار انتظامیہ کی طرف سے انکوائری کی گئی تھی اور اگر بالکل بھی کی گئی تھی، تو کیا درخواست گزار کو بطور ملزم شخص، گواہوں سے سوالات کرنے کا موقع ملا تھا جنہوں نے اس کے خلاف گواہی دی تھی۔" اس کے سامنے پیش کیے گئے شواہد کی بنیاد پر اسسٹنٹ لیبر کمشنر اس نتیجے پر پہنچے کہ ملازم کو کسی غیر مجاز شخص کو گاڑی چلانے کی اجازت دینے کے الزام میں مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ شیخ اکبر کمپنی کا مکمل لائسنس یافتہ ڈرائیور تھا لیکن دوسرے الزام پر اس کا جرم کہ اس نے پانچ مسافروں کو بغیر ٹکٹ کے لے جایا تھا، مکمل طور پر ثابت ہوا۔ اس کے مطابق انہوں نے درخواستیں مسترد کر دیں۔

اس حکم کے خلاف ملازم نے ریاستی صنعتی عدالت ناگپور کا رخ کیا۔ اس عدالت نے محسوس کیا کہ لیبر کمشنر کے نتائج میں مداخلت کرنا جائز نہیں ہوگا کہ انتظامیہ کی طرف سے کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی اور اسسٹنٹ لیبر کمشنر کو انکوائری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ اس نظریے میں عدالت نے لیبر کمشنر کے حکم کو کالعدم قرار دیا اور ملازم کو پچھلی اجرت کے ساتھ بحال کرنے کا حکم دیا۔

یہ اس حکم کے خلاف تھا کہ آجر نے اس بنیاد پر بمبئی ہائی کورٹ کا رخ کیا کہ اسسٹنٹ لیبر کمشنر اور ریاستی صنعتی عدالت نے یہ سوچ کر غلطی کی تھی کہ انتظامیہ کی طرف سے کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی اور یہ کہ مذکورہ صنعتی عدالت بھی یہ سوچ کر غلط تھی کہ اسسٹنٹ لیبر کمشنر کو خود انکوائری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔

ہائی کورٹ کی رائے تھی کہ وہ اسسٹنٹ لیبر کمشنر اور نظر ثانی عدالت کے اس نتیجے میں مداخلت کرنے کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 اور 227 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال نہیں کر سکتی کہ کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی۔ اس بنیاد پر کارروائی کرتے ہوئے ہائی کورٹ نے صنعتی عدالت سے بھی اتفاق کیا کہ اسسٹنٹ لیبر کمشنر کو خود انکوائری کرنے کا کوئی دائرہ اختیار

نہیں ہے۔ہائی کورٹ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ صنعتی عدالت کے فیصلے میں کوئی غلطی نہیں تھی اور اس لیے درخواست کو مسترد کر دیا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے تین نکات پر زور دیا گیا ہے۔ پہلا یہ ہے کہ ملازم کو اس کی ملازمت کی شرائط کے پیش نظر برخاست کرنے سے پہلے قانونی طور پر انکوائری کرنا ضروری نہیں تھا اور اس لیے سی پی اینڈ بیرار انڈسٹریل ڈسپیوٹس سیٹلمنٹ ایکٹ کی دفعہ 16 کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، صنعتی عدالت کو برخاستگی کے حکم میں مداخلت کرنا جائز نہیں تھا۔دوم، اس بات پر زور دیا گیا کہ کسی بھی صورت میں، اگر یہ مانا جائے کہ انتظامیہ کی طرف سے تحقیقات قانونی طور پر ضروری ہے تو یہ ماننا مناسب ہوگا کہ اسسٹنٹ لیبر کمشنر کو خود تحقیقات کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے۔تیسرا، اس بات پر زور دیا گیا کہ اسسٹنٹ لیبر کمشنر کا یہ نظریہ کہ کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی، غلط تھا اور ہائی کورٹ کو اس نتیجے کو مسترد کر کے اس بنیاد پر راحت دینی چاہیے تھی کہ انکوائری مناسب طریقے سے کی گئی تھی۔

اٹھائے گئے پہلے تنازعہ کی مناسب تفہیم کے لیے دفعہ 16 کے ذریعے تفویض کردہ دائرہ اختیار کی اسکیم کو مختصر طور پر یاد رکھنا ضروری ہے۔دفعہ 16(1) ریاستی حکومت کو اختیار دیتی ہے کہ وہ کسی ملازم کی برطرفی سے متعلق تنازعات میں لیبر کمشنر کا حوالہ دے۔دفعہ 16(2) میں کہا گیا ہے کہ اگر لیبر کمشنر کو" ایسی انکوائری کے بعد جو مقرر کی جائے" معلوم ہوتا ہے کہ برطرفی "اس ایکٹ کی کسی بھی شق کی خلاف ورزی تھی یا ایکٹ کے تحت بنائے گئے یا منظور شدہ اسٹینڈنگ آرڈرز کی خلاف ورزی تھی"، تو وہ ملازم کو کچھ ریلیف دے سکتا ہے۔ملازم کے مطابق برخاستگی کا حکم ایکٹ کی دفعہ 31 کی دفعات کی خلاف ورزی تھا۔اس دفعہ میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی آجر شیڈول 2 میں مذکور کسی صنعتی معاملے کے سلسلے میں تبدیلی لانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ ملازمین کے نمائندے کو مقررہ فارم میں اس طرح کے ارادے کا 14 دن کا نوٹس دے گا۔شیڈول 2 میں مذکور صنعتی معاملات میں" کسی بھی ملازم کی برطرفی شامل ہے سوائے قانون کے مطابق یا جیسا کہ اس ایکٹ کے دفعہ 30 کے تحت طے شدہ اسٹینڈنگ آرڈرز میں فراہم کیا گیا ہے"۔تسلیم شدہ طور پر، اپیل کنندہ کے پاس برخاستگی کے معاملے پر کوئی مستقل حکم نہیں تھا۔سوال یہ ہے کہ کیا بغیر تفتیش کے ملازم کو برخاست کرنا" قانون کے مطابق" تھا۔اگر ایسا نہیں ہے تو لیبر کمشنر کا دائرہ اختیار ہوگا۔اگر اس طرح کی تحقیقات کے بغیر برخاستگی قانون کے مطابق ہو تو لیبر کمشنر کے پاس انتظامیہ کی طرف سے برخاستگی کے حکم میں مداخلت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہوگا۔ماہر اٹارنی جنرل کا استدلال ہے کہ مالک اور نوکر کے درمیان معاہدے کے عام قانون کے مطابق کی گئی برطرفی کو اس شیڈول کے معنی کے اندر" قانون کے مطابق" قرار دیا جانا چاہیے، اور یہ حقیقت کہ صنعتی تنازعات ایکٹ کے تحت صنعتی فیصلے میں عدالتوں کے ذریعہ تیار کردہ کسی بھی صنعتی قانون کو اس معاملے پر ہمارے غور کو رنگ نہیں دینا چاہیے جیسا کہ فی الحال مشورہ دیا گیا ہے، ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس جملے میں" قانون کے مطابق" لفظ" قانون" کو محدود معنی کیوں دیا جانا چاہیے جیسا کہ شیڈول 2 میں استعمال کیا گیا ہے تاکہ عدالتوں کے ذریعہ تیار کردہ صنعتی قانون کو چھوڑ دیا جائے۔

انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ اوراسی طرح کے دیگر قوانین کے تحت صنعتی تنازعات سے نمٹنے میں، انڈسٹریل ٹریبونلز، لیبر کورٹس، اپیلیٹ ٹریبونلز اور آخر کار اس عدالت نے کئی فیصلوں کے ذریعے یہ قانون وضع کیا ہے کہ اگرچہ معاہدہ قانون کے تحت خالص اور سادہ، کوئی ملازم بغیر کسی اور چیز کے برخاستگی کا ذمہ دار ہوسکتا ہے، صنعتی فیصلہ کاری اس کارکن کی برخاستگی اور براہ راست بحالی کے حکم کو کالعدم قرار دے گی جہاں انتظامیہ کی طرف سے مناسب اور منصفانہ تحقیقات کے بغیر برخاستگی کی گئی تھی یا جہاں اس طرح کی انکوائری کی گئی تھی، انکوائری افسر کا فیصلہ بدنیتی پر مبنی تھا یا انتظامیہ کی کارروائی بدنیتی پر مبنی تھی یا غیر منصفانہ لیبر پریکٹس یا شکار کے مترادف تھی، بشرطیکہ جہاں بھی کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی یا انکوائری صحیح طریقے سے نہیں کی گئی تھی۔ ہمیں یہ سوچنا معقول لگتا ہے کہ یہ تمام قانون ان لوگوں کو اچھی طرح سے معلوم تھا جو سی پی اینڈ بیرار انڈسٹریل ڈسپیوٹس سیٹلمنٹ ایکٹ، 1947 کو نافذ کرنے کے ذمہ دار تھے، اور یہ کہ جب انہوں نے ایکٹ کے شیڈول 2 کی شق 3 میں" قانون کے مطابق" لفظ استعمال کیا تو ان کا ارادہ اس قانون کو خارج کرنے کا نہیں تھا جیسا کہ صنعتی عدالتوں اور اس عدالت نے طے کیا تھا کہ برخاستگی کو کہاں الگ کیا جائے گا اور برخاست شدہ کارکن کی بحالی کا حکم دیا جائے گا۔ اگر ایس ایچ 2 میں لفظ" قانون" میں نہ صرف نافذ کردہ یا قانونی قانون بلکہ عام قانون بھی شامل ہے تو یہ دیکھنا مشکل ہے کہ اس میں صنعتی قانون کیوں شامل نہیں ہوگا کیونکہ یہ صنعتی فیصلوں سے تیار ہوا ہے۔ لہذا ہم پہلی نظر میں یہ سوچنے کی طرف مائل ہیں کہ معروف اٹارنی جنرل کی طرف سے اٹھائی گئی پہلی دلیل کہ اس ملازم کو برخاست کرنے سے پہلے قانونی طور پر انکوائری کرنا ضروری نہیں تھا — اس کی ملازمت کی شرائط کے پیش نظر، قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ سوچنے پر مائل ہیں کہ دوسری دلیل میں کافی طاقت ہے کہ اگرچہ انتظامیہ کی طرف سے مناسب تحقیقات نہیں کی گئی تھی لیکن لیبر کمشنر کو خود تحقیقات کرنے کا دائرہ اختیار حاصل تھا۔ یہ پہلی نظر میں اس موقف کے لیے کافی بنیاد ہوگی کہ صنعتی عدالت اسسٹنٹ لیبر کمشنر کے حکم میں مداخلت کرنے میں غلط تھی اور ہائی کورٹ کو صنعتی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے مناسب رٹ جاری کرنی چاہیے تھی۔ ہم پر و میں بمبئی ہائی کورٹ کے نقطہ نظر سے واقف ہیں۔ ٹرانسپورٹ کریں۔ خدمات بمقابلہ مدد۔ لیب۔ کامر۔(1) (IX بمبئی لار پورٹر) .72 اور ماروتی بمقابلہ ممبر، ریاستی صنعتی عدالت (2) (IX بمبئی لار پورٹر 1422) کہ شیڈول 2 میں" قانون کے مطابق" کے جملے میں" قانون" میں صنعتی قانون شامل نہیں ہے۔ اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنا پر ہم احترام کے ساتھ یہ سوچنے کی طرف مائل ہیں کہ یہ نظریہ درست نہیں ہے۔ تاہم ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاملے پر زیادہ قریب سے بحث کرنا یا ان سوالات پر اپنے قطعی اور حتمی نتیجے کو درج کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ فی الحال بیان کی جانے والی وجوہات کی بنا پر ہماری رائے ہے کہ کسی بھی صورت میں اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائی گئی تیسری بنیاد کامیاب ہونی چاہیے۔

جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ ملازم کا معاملہ یہ تھا کہ انتظامیہ کی طرف سے کوئی تفتیش نہیں کی گئی تھی۔ انتظامیہ نے اس کی تردید کی تھی اور الزام لگایا گیا تھا کہ تحقیقات کی گئی تھی۔ انتظامیہ نے اسسٹنٹ لیبر کمشنر کے سامنے وہ کاغذات پیش کیے جن میں وہ ثبوت دکھائے گئے تھے جن کے بارے میں دعوی کیا گیا تھا کہ وہ اس طرح کی تفتیش کے دوران درج کیے گئے تھے۔ اس ریکارڈ کے مطابق تفتیش کے دوران تین افراد سے پوچھ گچھ کی گئی — خود ملازم کنڈلک، ایک کنڈکٹر سریو اور کنڈکٹر وینکاٹی۔ اس کاغذ کے نچلے حصے میں کنڈلک کے دستخط اور وینکتی کے دستخط بھی ہیں۔ ملازم کا معاملہ یہ تھا کہ اس کے دستخط ایک خالی کاغذ پر

حاصل کیے گئے تھے اور پھر دستاویز لکھی گئی تھی۔ کسی بھی ثبوت کی عدم موجودگی میں، حقائق کے کسی بھی معقول جج کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ خود کو قائل کرے کہ انتظامیہ کنڈ لک کے عہدے پر موجود ملازم سے چھٹکارا پانے کے مقصد سے جعل سازی کے اس قدم پر اترے گی، اسسٹنٹ لیبر کمشنر نے خود یہ نہیں کہا ہے کہ وہ ملازم کی وضاحت پر یقین رکھتے ہیں کہ اس کے دستخط خالی کاغذ پر حاصل کیے گئے تھے۔ تاہم وہ اس حقیقت سے متاثر ہوئے کہ صرف کنڈ لک اور وینکٹی کے دستخط حاصل کیے گئے تھے اور انکوائری افسر کے دستخط کاغذ پر نہیں آتے حالانکہ یہ یقینی طور پر بہتر ہوتا کہ انکوائری افسر بھی بیانات پر مشتمل کاغذ پر اپنے دستخط کرتا، یہ غلطی ممکنہ طور پر یہ سوچنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی کہ اس نے انکوائری نہیں کی تھی۔ اسسٹنٹ لیبر کمشنر کا یہ نتیجہ کہ "اس بات پر شک کرنے کے لیے کافی بنیاد موجود ہیں کہ آیا واقعی کوئی انکوائری کی گئی تھی" اس لیے اسے متضاد قرار دیا جانا چاہیے۔ نامور ججوں کی طرف سے اکثر اس بات کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ جب یہ اپیلٹ عدالت کے سامنے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون میں مناسب طریقے سے فاضل اور عدالتی طور پر کام کرنے والا کوئی بھی شخص اس مخصوص فیصلے تک نہیں پہنچ سکتا ہے تو عدالت اس مفروضے پر آگے بڑھ سکتی ہے کہ قانون کی غلط فہمی غلط فیصلے کا ذمہ دار ہے۔ اسسٹنٹ لیبر کمشنر کا یہ فیصلہ کہ انتظامیہ کی طرف سے کوئی انکوائری نہیں کی گئی تھی، ہماری رائے میں، قانون میں ایک واضح غلطی کے مترادف ہے۔ صنعتی عدالت نے یہ سوچ کر غلطی کی کہ وہ لیبر کمشنر کے اس فیصلے کا پابند ہے اور اس کی طرف سے یہ غلطی، ہماری رائے میں، ریکارڈ کے سامنے اتنی واضح غلطی تھی جو ہائی کورٹ کے لیے اس غلطی کو درست کرنے کے لیے مناسب اور معقول تھی۔

مدعا علیہ کی جانب سے یہ دلیل دینے کی کوشش کی گئی کہ اگر انکوائری بھی کی گئی ہو تو یہ نہیں دکھایا گیا ہے کہ ملازم کو گواہوں سے جرح کرنے یا اپنے ثبوت پیش کرنے کا موقع ملا تھا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ ملازم نے خود کبھی ایسا کوئی مقدمہ نہیں بنایا، فاضل وکیل کے لیے یہ سوال اٹھانا کسی طرح کھلا نہیں ہے۔ اس کا معاملہ، جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا تھا، یہ تھا کہ کوئی تفتیش نہیں کی گئی تھی۔ اس کی طرف سے کوئی متبادل مقدمہ نہیں بنایا گیا کہ انکوائری نامناسب تھی کیونکہ اسے گواہوں سے جرح کرنے یا ثبوت پیش کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ ایسا نہیں لگتا کہ موجودہ کارروائی میں ملازم نے واضح طور پر کہا کہ وہ ثبوت پیش کرنا چاہتا تھا اور اسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں تھی یا وہ عقل سے جرح کرنا چاہتا تھا اور اسے ایسا کرنے کے موقع سے انکار کر دیا گیا تھا۔ اس لیے یہ ان کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ اس سوال کو پہلی بار ہمارے سامنے اٹھائیں۔

اس کے مطابق ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہائی کورٹ کو یہ فیصلہ دینا چاہیے تھا کہ اس ملازم کے خلاف مناسب تحقیقات کی گئی تھی اور انتظامیہ نے اس تفتیش پر یہ نتیجہ اخذ کرنے پر اسے برخاست کر دیا کہ اس کے خلاف دو الزامات مکمل طور پر ثابت ہو چکے ہیں، اور یہ کہ یہ سوچنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ انتظامیہ نے بدنیتی سے کام لیا۔ لہذا اپیل کنندہ صنعتی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے حکم کا حقدار تھا۔

اس کے مطابق، ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ آئین کے آرٹیکل 226 اور 227 کے تحت اپیل کنندہ کی درخواست کی اجازت دی جائے اور ریاستی صنعتی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار

دیا جائے اور اسسٹنٹ لیبر کمشنر کے حکم کو بحال کیا جائے۔ جو ملازم کی درخواست کو مسترد کرنا تھا۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document